مرثیہ درحال حضرت فاطمہ صغریٰ بنت سید الشہداؑ

مولانا سید صادق حسین عقیلؔ برادر حضرت ماہرؔ ابن زین العلماء سید علی حسین

(۰)

اس سمت مدینہ میں تھی صغریٰ کی یہ حالت
دن رات گھلاتی تھی اُسے آتش فرقت
مچھلی سی تڑپتی تھی جو بڑھتی تھی علالت
نانی سے بیاں کرتی تھی روداد مصیبت
نانی! مرے جینے کا سہارا نہیں آیا
ہے ہے مجھے لینے مرا بھیّا نہیں آیا

(۱۲۵)

ہرگز مجھے اب تک وہ نہیں بھولتی صورت
سبزہ وہ رخ پاک کا وہ شان وہ شوکت
خورشید کے چہرے سے عیاں صاف ہے طلعت
یوسفؑ نے کہاں پائی تھی یہ صورت و سیرت
ایسا تو حسیں کوئی نہیں کون و مکاں میں
اللہ بچائے نظر بد سے جہاں میں

(۱۲۶)

یہ رنج و الم رہتا ہے تپ جائے بھلا کیا
اس حال میں تاثیر کرے اپنی دوا کیا
اب ہم تو لب گور ہیں مرنے میں رہا کیا
ان سب سے جدا ہو کے جئیں ہم تو مزا کیا
اصغرؑ ہیں، نہ ہم شکلِ رسولؐ عربی ہیں
ماں پاس ہیں، نے باپ، نہ بہنیں، نہ پھوپھی ہیں

(۱۲۷)

کھانے کا نہ پینے کا نہ جینے کا مزا ہے
بیمار کی تقدیر میں کیا جانیئے کیا ہے
حیران ہوں کیوں درد کلیجے میں سوا ہے
پردیسیوں کا میرے نگہبان خدا ہے
دل سبزہ روش کس لئے پامال ہے میرا
دسویں سے محرم کے عجب حال ہے میرا

(۱۲۸)

(بیمار یہی) کہتی تھی کیا ہوئے گا نانی
کچھ دل کے تڑپنے کی وجہ آپ نے جانی
پہلے سے سوا اب ہے مجھے اشک فشانی
حلقوم سے کیوں میرے اُترتا نہیں پانی
اللہ رکھے خیر سے بابا کو سفر میں
برچھی سی کھٹک جاتی ہے کیوں میرے جگر میں

(۱۲۹)

غش آتے ہیں نانی مجھے اب آ کے سنبھالو
گھبراتی ہوں ہمسائیوں کو جلد بلا لو
دل میرا تڑپتا ہے کلیجے سے لگا لو
اب جان نکلتی ہے نواسی کی بچا لو
کیوں غیر ہوا جاتا ہے احوال بتا دو
قرآن کی آکر مجھے جلدی سے ہوا دو

(۱۳۰)

گھبرا گئی ام سلمہؑ سن کے یہ تقریر
فرمایا یہ کیا کہتی ہو اے دخترِ شبیرؑ
ٹھہراؤ تو دل، حال ہوا جاتا ہے تغیر
رونا کرو موقوف خدا را کسی تدبیر
سب خیر سے ہیں جان عبث کھوتی ہو بی بی
وسواس مجھے آتے ہیں کیوں روتی ہو بی بی

(۱۳۱)

گھبراتی ہو کیوں سبط پیمبرؑ ہیں سلامت
اس وجہ سے اب تک یہاں آئے نہیں حضرت
لوٗ چلتی ہے اور دھوپ سے گرمی کی ہے شدت
اس فصل میں آنے سے انہیں ہوگی اذیت
جب دھوپ میں تخفیف ذرا پائیں گے شبیرؑ
بے فائدہ روتی ہو چلے آئیں گے شبیرؑ

(۱۳۲)

للہ کرو حال پریشان نہ اپنا
میں جا کے ابھی کرتی ہوں قاصد کو روانہ
اچھا نہیں، یہ فال زبوں لب پہ نہ لانا
کھل جائے گا سب حال شہنشاہؑ مدینہ
اپنے دلِ بیتاب کو تسکین ذرا دو
عرضی مجھے لکھوا کے چچا جان سے لا دو

(۱۳۳)

یہ سنتے ہی رومال سے پھر اشکوں کو پوچھا
نانی سے کہا ہاتھ پکڑ لیجئے میرا
میں چلتی ہوں لے چلئے چچا جان ہیں جس جا
لکھواؤں گی سب حال جو مجھ پر ہے گذرتا
تھرا کے اٹھیں تھام کے ہاتھوں سے جگر کو
یا شیرؑ خدا کہہ کے چلیں پیٹتی سر کو

(۱۳۴)

پاس آئی جو وہ بیکس و بے مونس و ہم دم
سر اپنے چچا جان کے مُجرے کو کیا خم
پھر جوڑ کے ہاتھوں کو یہ گویا ہوئی اس دم
لکھ دیجئے عرضی پئے سلطانِ دو عالم
چھائی ہے گھٹا دل پہ غم و درد و محن کی
پائی نہیں عرصے سے خبر شاہ زمن کی

(۱۳۵)

یہ سنتے ہی صدمہ ہوا ہلنے لگے اندام
بے ساختہ رونے لگے جاتا رہا آرام
صغریٰ کی زبانی کیا اس طرح سے ارقام
سلطان زمن، قبلہ دیں، کعبۂ اسلام
ہو اس سے سوا اوج پہ اقبال جہاں میں
حضرت رہیں زندہ صد وسی سال جہاں میں

(۱۳۶)

(تم درد شناسا) ہو مرے اے شہؑ ابرار
(بے جاں) ہوں پس از شوق قدم بوسیٔ بسیار
جس دن سے گئے آپ سوا ہوگیا آزار
دوری میں مسیحا کے لب گور ہے بیمار
مشتاق شب و روز رہا کرتی ہے صغریٰؑ
ملنے کی مسیحا سے دعا کرتی ہے صغریٰ

(۱۳۷)

اب کیا کہوں جس طور بسر ہوتے ہیں اوقات
ایسا نہیں کوئی کہ کروں اس سے میں کچھ بات[1]
بستر پہ جو میں لیٹتی ہوں اے شہ خوش ذات
راحت کسی پہلو مجھے ملتی نہیں ہیہات
پیغامِ اجل میرے لئے آتی ہیں راتیں
بس روتے ہی روتے مجھے کٹ جاتی ہیں راتیں

(۱) کوئی بھی نہیں پیش نظر کس سے کروں بات

(۱۳۸)

سنسان مکان اور وہ وحشت وہ شب تار
ہیں اب تو مرے مونس و ہمدم در و دیوار
وہ آپ کی دوری کا قلق اور یہ آزار
دن رات کی وہ آہ و بکا اور یہ بیمار
تدبیر ذرا موت سے چلتی نہیں میری
اس حال میں بھی (جان نکلتی نہیں میری)

(۱۳۹)

فرمایا تھا میں تجھ کو بلا بھیجوں گا جا کر
لینے کو ترے آئیں گے ہمشکل پیمبرؐ
اب تک تو رہی منتظرِ آمدِ اکبرؑ
پر اب تو نہیں مانتا میرا دلِ مضطر
تسکین مرے دل کو عطا کیجئے بابا
خود آیئے یا مجھ کو بلا لیجئے بابا

(۱۴۰)

اب رحم تو کھاؤ علی اکبرؑ کا تصدق
مجھ کو نہ گھراؤ علی اکبرؑ کا تصدق
دل سے نہ بھلاؤ علی اکبرؑ کا تصدق
بس جلد بلاؤ علی اکبرؑ کا تصدق
مدت ہوئی دیکھے نہیں رخسارِ مبارک
حسرت ہے کہ پھر دیکھ لوں دیدارِ مبارک

(۱۴۱)

پوشیدہ مرا حال بھلا آپ پہ کب ہے
اب دل پہ ہجومِ قلق و رنج و تعب ہے
جو حال تھا فی الواقعی لکھا وہی سب ہے
اب آگے میں کیا عرض کروں ترک ادب ہے
حضرت کا گلہ کچھ نہیں قسمت سے گلہ ہے
جو واجب و لازم تھا وہی عرض کیا ہے

(۱۴۲)

پھر کر کے لفافہ یہ لکھا با دلِ افکار
یہ عرضیٔ صغریٰ ہے بنام شہؑ ابرار
نانی کو عریضہ دیا اور بولی یہ بیمار
تاخیر نہ فرمایئے اس بات میں زنہار
اس خط کی جو اجرت ہو وہ لے لیجئے نانی
قاصد کو روانہ ابھی کر دیجئے نانی

(۱۴۳)

بس ڈیوڑھی پہ ام سلمہؑ آئیں کھلے سر
جو جاتا تھا اک ایک سے یہ کہتی تھیں رو کر
پہنچا دے یہ عرضی کوئی از بہر پیمبرؐ
تشریف جہاں رکھتا ہے لختِ دلِ حیدرؑ
یہ حال مسیحا کی جدائی میں ہوا ہے
بیمار لب گور ہے اب رحم کی جا ہے

(۱۴۴)

(آیا ترس) اک شخص کو یہ سنتے ہی گفتار
(دروازے) پہ آ کر یہ کہا اس نے بہ تکرار
حاضر ہوں ابھی لا دو مجھے عرضیٔ بیمار
لے جاؤں گا ہرگز نہیں اس بات میں انکار
اس کام کو آنکھوں سے بجا لائے گا خادم
عرضی شہؑ ذی جاہ کو پہنچائے گا خادم

(۱۴۵)

یہ سنتے ہی بیمار بھی دروازے پہ آئی
اس شخص سے رو رو کے یہی بات سنائی
صدمے سے شب و روز کے جاں لب پہ ہے آئی
بیمار کو ہے شاق مسیحا کی جدائی
عرضی یہ پہنچ جائے مجھے مدنظر ہے
اُترے ہیں جہاں سبط نبیؐ تجھ کو خبر ہے

(بقیہ مرثیہ صفحہ ۔۔۔۔ ۳۱ / پر)

(۶۵)

چاہا کہ باندھیں بند کفن وا مصیبتا
صدمے سے کانپا شہؑ کا بدن وا مصیبتا
روئے بہت امام زمنؑ وا مصیبتا
فرمایا یہ بدرد و محن وا مصیبتا
اس وقت کس طرح سے مرے دل کو کل پڑے
نزدیک ہے کہ منہ سے کلیجہ نکل پڑے

(۶۶)

اے دختران فاطمہؑ آؤ قریب آؤ
آنسو ابھی نہ فرقت زہراؑ میں تم بہاؤ
اسمّا کو اور فضہؑ کو ہمراہ اپنے لاؤ
اور اے حسنؑ حسینؑ ذرا ماں کو دیکھ جاؤ
اب آج سے نہ دیکھوگے ہیہات پھر کبھی
جز حشر کے نہ ہوگی ملاقات پھر کبھی

(۶۷)

سن کر کلام شاہ اممؑ وا مصیبتا
آئے قریب نعش حرم وا مصیبتا
کہتے تھے یہ بدرد و الم وا مصیبتا
جیتے رہے جہان میں ہم وا مصیبتا
روتے ہی روتے باپ کی فرقت میں مر گئیں
رحلت بتولؑ ہائے زمانے سے کر گئیں

(۶۸)

کرتے ہیں آگے اب یہ بیاں شیر کبریا
دیکھا یہ میں نے پھر بخداوندِ دو سرا
حسنین لپٹے لاش سے جب وا مصیبتا
میت سے آہ سرد کی آنے لگی صدا
پھر ضبط ہوسکا نہ دل بے قرار سے
بانہیں گلوں میں ڈال دیں زہراؑ نے پیار سے

نوٹ: یہ مرثیہ ناقص صورت میں دستیاب ہوا ہے یعنی شروع کے چار بند، بیچ کے سولہ بند اور آخر کے کتنے بند غائب ہیں نہیں معلوم۔

بقیہ۔۔۔مرثیہ درحال حضرت فاطمہ صغریٰ بنت سید الشہداؑ

(۱۴۶)

اُس نے کہا، ہاں کرب و بلا میں وہ مکیں ہیں
رو کر کہا صغریٰ نے کہ ہاں ٹھیک وہیں ہیں
کچھ دن سے سنا ہے اُسی جا پرشہ دیں ہیں
اب دیکھئے آتے بھی یہاں ہیں کہ نہیں ہیں
عرضی جو مسیحا کو مری دیجیو قاصد
کچھ حال زبانی بھی بیاں کیجیو قاصد

(۱۴۷)

کہنا کہ جدائی میں عجب حال ہے اُس کا
جس دن سے وطن سبط پیمبرؐ نے ہے چھوڑا
آرام کبھی آٹھ پہر میں نہیں آتا
آنکھوں پہ ورم ہو گیا، چھٹتا نہیں رونا
باقی نہیں اب تاب جدائی کی جگر میں
جانے نہیں کیوں دیر لگائی ہے سفر میں

(۱۴۸)

اور ہوئے جو ہم شکل پیمبرؐ سے ملاقات
کہنا کہ خبر تم کو بہن کی نہیں ہیہات
مشتاق رہا کرتی ہے آنے کو وہ دن رات
کرتی تھی گلہ، بھائی نے پوچھی نہ مری بات
کس کام میں مصروف ہیں پھر کر نہیں آتے
کیوں لینے کو بھیّا علی اکبرؑ نہیں آتے

نوٹ: یہ مرثیہ ناقص الطرفین ہے شروع کے ایک سو چوبیں بند کے پہلے کے بند میسر نہیں ہیں اور ایک سو اڑتالیسویں بند کے بعد کتنے بند غائب ہیں نہیں معلوم۔